© rasailojaraid.com

رہیں۔ یہ بات "ضروری" ہے کہ یہودی "عیسائیوں کی حساس حیثیت" کو سمجھیں۔

بشپ روسا نو نے کہا کہ ویٹیکن اور اسرائیل کے درمیان اس وقت سفیروں کا تبادلہ علاقے کے عرب عیسائیوں میں "اسرائیل مخالف جذبات کو گہرا" کردے گا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ فلسطینیوں کے لیے وطن اور 1967ء کی جنگ کے بعد اسرائیل کے زیر قبضہ علاقوں کی حیثیت کا مسئلہ پہلے حل ہونا چاہیے۔

بشپ نے کہا کہ اسرائیل میں "یہودی بستیوں میں مسلسل اضافے سے عیسائیوں کے رہائشی علاقے کچھ اس طرح سے ان کے درمیان آ گئے ہیں کہ ان کا وجود خطرے میں پڑ گیا ہے۔"

بشپ روسا نو کا تبصرہ ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب ویٹیکن پر اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے لیے دباؤ بڑھ رہا ہے۔ روم میں یہودی برادری کے نمائندوں نے پوپ جان پال دوم سے درخواست کی کہ وہ ریاست اسرائیل کو باضابطہ طور پر تسلیم کرلیں۔ اور اس کے ساتھ سرکاری سطح پر تعلقات قائم کرنے کی جانب پیش قدمی کریں۔

ویٹیکن نے جواباً اسرائیل کے وجود کو تسلیم کرنے اور اس کی قومی سلامتی کی ضرورت پر زور دیا۔ ویٹیکن نے یہ بھی واضح کیا کہ سفارتی روابط کی عدم موجودگی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسرائیل کے طویل المدت مستقبل کے بارے میں "ہولی سی" کے یقین پر کسی قسم کے شک وشبہ کا اظہار کیا جائے۔

تاہم ویٹیکن کے ترجمان جواخیم ناویرو والز نے اس بات پر زور دیا کہ کچھ ایسی "قانونی مشکلات" حائل ہیں جن کے باعث تعلقات قائم کرنے سے پہلے "ہولی سی" کو انتظار کرنا پڑ رہا ہے۔ ترجمان کے مطابق یہ مشکلات مقبوضہ علاقوں میں اسرائیل کی موجودگی، فلسطینیوں کے ساتھ اس کے سلوک، یروشلم کا اسرائیل سے الحاق، اسرائیل میں کیتھولک چرچ اور اس کے زیر انتظام علاقوں میں صورت حال سے متعلق سوالات ہیں جو ابھی تک واضح نہیں ہیں۔ (رپورٹ: کیتھولک ہیرالڈ)

ریاست ہائے متحدہ امریکہ: بلی گراہم کی بُش کو نصیحت

صدر بش نے عراق پر حملہ کرتے وقت مسیحی مبلغ ڈاکٹر بلی گراہم سے تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی۔ خلیج کی جنگ جو مذہبی اثرات کے حوالے سے ایک پہیلی نظر آتی تھی، اس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بارے میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے رہنما جو مسلح افواج کے کمانڈر انچیف بھی ہیں، چوٹی کے ایک مسیحی مبلغ سے مشورہ کرنا چاہتے تھے۔

جس رات عراق پر پہلا حملہ کیا گیا، ڈاکٹر گراہم وائٹ ہاؤس میں مہمان تھے۔ اپنے ایک سابقہ بیان میں بلی گراہم نے کہا تھا کہ "جو صحیح ہے اسے کر گزرنے کے لیے رہنماؤں کو الہامی فہم وفراست اور جرأت مندی کی ضرورت ہے۔ ہمیں اختیار اور ذمہ داری پر فائز افراد اور بالخصوص صدر بش کے لیے دعا کرنی چاہیے... آیئے ہم اپنے دشمنوں کے لیے بھی دعا کریں۔"

تنازعے کے بارے میں اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت میں انہوں نے کہا کہ کوئی باہوش فرد جنگ نہیں چاہتا۔ "لیکن اسی کے ساتھ یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ طاقت کے ساتھ اخلاقی ذمہ داری وابستہ ہے اور بعض اوقات یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ کمزور کی حفاظت کے لیے طاقت ور سے جنگ کی جائے۔"

انہوں نے کہا کہ مشرقِ وسطیٰ کا تنازعہ "اس بات کی واضح یاددہانی ہے کہ پائیدار استحکام اور امن کے لیے ہماری واحد امید خدا کی ذات ہے۔ جس طرح ہم دوسری اقوام کے گناہوں کی مذمت کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے گناہوں اور اپنی زندگیوں سے خدا کو باہر کر دینے کے رجحان کا سامنا بھی کرنا چاہیے۔" ہوسکتا ہے یہی وقت ہمارے لیے توبہ، عجز وانکسار اور اس خدا کے ساتھ از سر نو وابستگی کا باعث بن جائے، جس نے ہمیں پیدا کیا اور جو ہم پر فرمانروائی کر رہا ہے۔ وہی ہماری امیدوں کا واحد مرکز ہے۔"

دریں اثنا خلیج میں امریکی افواج کے ساتھ وابستہ ایک بپٹسٹ پادری نے بتایا کہ "ڈیزرٹ شیلڈ افواج دعا کر رہی ہیں، مسیح کی شہادت دے رہی ہیں اور انہیں ریکارڈ تعداد میں بتسمہ بھی دیا جا رہا ہے"۔ اُس نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "عیسائی صحرا میں روشنی کا مینار اور سپاہیوں کے لیے اعتماد اور بھروسے کا مرکز بنتے جا رہے ہیں"۔ (رپورٹ: کرسچین ہیرالڈ)

© rasailojaraid.com